مجلس احرار اسلام کے قائمقام امیر ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ کا دورہ سندھ

مجلس احرارِ اسلام اللہ کی دھرتی پر حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے کوشاں ہے

جمہوری نظامِ ریاست و سیاست اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازش ہے

اسلام اُسی طریقہ سے نافذ ہوگا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنایا

اپریل کے دوسرے عشرہ میں قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری مدظلہ اندرون سندھ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے اور حسب پروگرام ۱۵ اپریل کو سکھر پہنچے۔ یہاں مجلس احرار اسلام کے انتہائی مخلص کارکن جناب ڈاکٹر ہادی بخش اعوان چشم براہ تھے۔ ضلع سکھر، ضلع خیرپور، ضلع نوشہرہ فیروز کے متعدد مقامات پر شاہ جی کے بیانات کا پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔

۱۵ اپریل کو بعد از عصر پریالو شہر میں جناب ڈاکٹر عبدالغفار صاحب میمن کی قیام گاہ پر مقامی علماء وکلاء اور معززین شہر سے خطاب تھا۔ شاہ جی جب وہاں پہنچے تو حاضرین نے ان کا والہانہ استقبال کیا اس موقع پر جو گفتگو ہوئی وہ حسب ذیل ہے۔

"مجلس احرار اسلام اور اکابر احرار کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اکابر احرار مثلاً چوہدری افضل حق، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں سے جس کسی کا بھی نام زبان پر آئیگا تو اس کے ساتھ ہی فوراً مجلس احرار اسلام کا تصور بھی آئیگا۔ یعنی یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ اور ان میں گل و بلبل کا رشتہ ہے۔ اس جماعت کا میں خادم بھی ہوں یہ ۱۹۲۹ء میں قائم ہوئی۔ اس وقت اور بھی جماعتیں تھیں مثلاً جمعیت علماء ہند موجود تھی۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن اموی، اور مولانا عبیداللہ سندھی، رحمہم اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ ان کے شاگرد دو حصوں میں تقسیم ہوئے۔ ایک حصہ نے مدارس میں تدریس و تعلیم کو سنبھالا۔ اور دوسرے نے اجتماعی زندگی میں اپنا کردار ادا کیا۔

مجلس احرار اسلام کا ایک ہی نعرہ تھا اور ہے کہ اللہ کی اس دھرتی پر حکومت الٰہیہ کا قیام ہو۔ باقی ہمارے ملک میں جو نظام سیاست رائج ہے یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ برطانیہ کا نظام ہے۔ کفار و مشرکین کا نظام ہے۔ جسے جمہوریت کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ جمہوریت اور اسلام دو متضاد نظریے ہیں۔ ان کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ اسلام ایک مستقل نظام ہے جو کسی دوسرے نظام کی پیوند کاری کا محتاج نہیں شاہ جی نے فرمایا کہ احرار کا مقصد اس نظام کو ختم کر کے حکومت الٰہیہ کے قیام کا راستہ ہموار کرنا ہے۔ احرار چاہتے ہیں کہ انسان کو انسان کی غلامی سے نجات مل جائے۔ مسلمان صرف اور صرف اللہ کی حاکمیت کیلئے جئیں۔ اور اس کے لئے جدوجہد

کریں خواہ اس کیلئے انہیں جان بھی قربان کرنی پڑے۔ پاکستان توحید و ختم نبوت اور اسوہ رسول و اصحاب و ازواج رسول کی اطاعت کے نور سے جگمگا اٹھے۔ اور دارالسلام بن جائے۔ ہمارے لئے معیار ایمان صرف اور صرف صحابہ ہیں۔ جیسا کہ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

فان آمنو بمثل ماآمنتم بہ فقد ھتدو۔

یعنی ایمان بھی قابل قبول نہیں جب تک صحابہ کے مثل کی مہر نہ ہو۔

ہم لوگ حکومت الٰہیہ کے قیام کی جدوجہد کو لیکر ملک کے قریہ قریہ، بستی بستی، کوچہ کوچہ پھر رہے ہیں میں آپکو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ سب مجلس احرار اسلام کے دینی انقلاب کی جدوجہد میں احرار کا ساتھ دیں۔ اس پروگرام کو اپنا پروگرام سمجھیں۔ آپ اپنا وقت، مال اور جان تک اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے قربان کرنے کا جذبہ صادقہ لیکر اللہ کی راہ میں نکلیں۔ وقت کی قلت کے باعث حضرت شاہ جی نے یہاں انتہائی مختصر گفتگو فرمائی۔ بعد میں معززین شہر نے مختلف سوالات بھی کئے۔ اور حضرت شاہ جی نے پوری شرح و بسط کیساتھ ان کے جوابات دیئے۔ علاوہ ازیں مختلف جلسوں میں آپ نے جو تقاریر کیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

"سیرت کے معنی کردار کے ہیں۔ ہر مسلمان اپنی زندگی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزارنے کا پابند ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ صرف فضائل بیان کرنے سے پوری نہیں ہوتی۔ جب ایک دفعہ اسلام قبول کر لیا تو اب ہر قدم نبی کے حکم کے مطابق اٹھانا ہوگا ہر فعل ہر قول و عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کرنا ہوگا۔ عرب کی روایت تھی کہ جب کسی آدمی کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو وہ کپڑے اتار کر فاران کی چوٹی پر چڑھ جاتا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے اپنی حاجت بیان کرتا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فاران کی چوٹی پر چڑھ گئے اور لوگوں کو متوجہ کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ نہ ہوئے۔ ملبوس ہو کر آئے جو کہ عرب کی عام روایت کے خلاف تھا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے پہلا سبق یہ ملتا ہے کہ آپ جس دین کا اعلان کر رہے ہیں جس مذہب کی دعوت دے رہے ہیں اس میں حیاء ہے۔ بے حیائی، فحاشی، و عریانی ختم کر دی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سیرت کو بیان کرنے والے کا لباس بھی نبی علیہ اسلام کے لباس سے مشابہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک بات فرمائی اور یہ بھی سیرت ہی کا ایک پہلو ہے کہ

ھل وجدتمونی صادقا او کاذبا۔

کہ میں نے تمہارے اندر چالیس برس زندگی گزاری تم نے مجھے کیسا پایا؟ اگر میری زندگی کے کسی گوشے پر تمہیں تردد اور اعتراض ہو تو بتاؤ۔ لیکن کسی مائی کے لال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر انگلی رکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپکو زندگی کے ہر شعبے میں سچا اور کھرا پایا ہے۔ آپ کا بچپن ان کے سامنے تھا۔ جوانی ان کے سامنے تھی۔ مگر سب کے سب کہہ رہے ہیں آپ امین ہیں آپ صادق ہیں۔ جب یہ بات تسلیم کرالی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت دی اور فرمایا

قولوالاالہ الااللہ تفلحون

محمد و اللہ وحدہ لاشریک ہے، کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو اب کفار منہ منہ کی باتیں بنانے لگے کہ کیا تو نے ہمیں اسی لئے بلایا تھا؟ چونکہ اب بات ان کے منشا کے خلاف تھی اس لئے کفار نے ماننے سے انکار کر دیا۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس کلمہ کے ساتھ تین سلوک ہوئے۔

۱) ایک جماعت ابو جہل کی جماعت ہے جس نے کلمہ توحید سن اور سمجھ کر انکار کیا۔

۲) دوسری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جس نے کلمہ سنا، سمجھا اور اس کے پابند ہوئے۔

۳) اور تیسری جماعت ہم ہیں کہ کلمہ پڑھتے ہیں مگر نہ سمجھتے ہیں نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

ایک وہ جماعت تھی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پر لبیک کہا۔ اپنے آپ کو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کیلئے وقف کر دیا۔ پھر وہ دن بھی آیا کہ ان اصحاب رسول کی خلافت الٰھیہ کا آفتاب نصف النھار پر چمکنے لگا۔ انہوں نے اس وقت کے دکھی اور وڈیروں کے ظلم و ستم کے مارے ہوئے لوگوں کو ان کے پنجہ استبداد سے چھڑایا۔ ایک ہم ہیں کہ وہی کلمہ پڑھتے ہیں مگر آج ہم پر مسکنت و پامالی چھائی ہوئی ہے۔ ہر طرف مسلمان پٹ رہا ہے۔ آخر ہماری رسوائی کا سبب کیا ہے؟ لوگو! بھائیو! مسلمانو! ایھا المسلمون! آؤ ذرا مل بیٹھو اور سوچو کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہم اس چیز کے مستحق ہیں جس سے دوچار ہیں؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ علماء، دانشور، وکلا مل بیٹھ کر سوچیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس طرز زندگی اور اس نظام حیات کو چھوڑ دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیہم کوشش سے تئیس برس انسانوں کو پڑھایا۔ سنایا سکھایا۔ ہم نے اس نظام کو اپنایا جو کفار و مشرکین نے وضع کیا ہے۔ اس نظام کو امریکہ و برطانیہ کے یہودیوں، ہندوستان کے ہندوؤں نے قبول کیا ہوا ہے۔

یہاں بھی یہی نظام جاری ہے۔ ہم نے مسلمان ہو کر اور اپنا الگ الٰھی قانون رکھتے ہوئے جس نظام کو قبول کیا اس میں "ون مین ون ووٹ" ہے۔ یعنی ایک بھنگی چرسی اور شرابی کے مقابل میں حضرت امروٹی، حضرت ہالیجوی ان سب کا ووٹ ایک ہے۔ اور ان سب کی حیثیت برابر ہے۔

اس نظام کی وجہ سے یہاں صوبائی اور لسانی تعصبات پھیلے ہیں۔ یہ نظام ایسے اجزا پر مشتمل ہے جو کسی قوم اور قبیلہ میں افتراق و انتشار کا باعث بنتے ہیں۔ الیکشن کے دوران ہر امیدوار اپنے مد مقابل پر وہ کیچڑ اچھالتا ہے کہ الامان۔ الیکشن کمپین میں تمام اخلاقی حدود کو توڑ دیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے پر ایسے ایسے رکیک حملے کئے جاتے ہیں کہ شریف آدمی سن نہیں سکتا۔

اسلام ہمیں اخوت و بھائی چارے اور وحدت کا سبق دیتا ہے۔ اسلام میں کوئی لسانی تقسیم نہیں۔ خود قرآن پاک میں ہے

وجعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفو ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

یہ سندھی، پنجابی، بلوچ پٹھان کی تقسیم صرف پہچان کیلئے ہے۔ وگرنہ اللہ کے نزدیک معزز و مکرم تو صرف متقی اور پرہیزگار ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف کلمہ کی دعوت دیکر انسان کو کامیابی کی طرف گامزن کر دیا۔ کلمہ گو

مسلمان سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قوم، رنگ، نسل، زبان و وطن، عرب و عجم ہر لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برتری کو ختم کر کے صرف ایک بنیاد اور معیار عطا کیا۔ اور وہ ہے اللہ سے اتقاء۔۔ اللہ کا خوف

ہم احرار! دعوت اتحاد دیتے ہیں مسلمانوں کے تمام طبقات کو یہی ہمارا پیغام ہے اور قرآن پاک کے فرمان

ادخلوافی السلم کافۃ

کے مطابق چاہتے ہیں کہ ہمارا مرنا جینا اللہ کے دیئے ہوئے احکامات کے مطابق ہو جائے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

ہماری زندگی اس آیت کا عملی مظہر ہو۔ اور ہماری دعوت!

ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوالسبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون

"تحقیق بے شک و شبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ تم اسی راہ پر چلو، دوسرے راستوں پر مت چلو۔ (دیگر نظام زندگی مت اپناؤ) پس وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اسی کی تاکید ہے تمہیں تا کہ تم دوسرے راستوں سے بچو"

ہماری دعوت رہبانیت سے پاک ہے۔ ہم دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا رخ موڑنا چاہتے ہیں مگر ایسے کہ آدمی نہ تو دنیا کی لذتوں کا بھکاری بن کر رہ جائے۔ اور نہ ہی لبادہ مکر اوڑھ کر لوگوں کی آرزوؤں کا قتل کیا جائے۔ اور نہ ہی کارکنوں کو معاشی مصائب میں گرفتار کیا جائے۔ ہمارا مقصد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیار حق حیات مبارکہ کی اتباع کرتے ہوئے یہ دعوت عام کرنی ہے۔ احرار چاہتے ہیں کہ انسان کو انسان کی غلامی سے نجات مل جائے۔ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

متی استعبد تم الناس وقد ولد تہم امہاتہم احرارا۔

تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا حالانکہ انکی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے۔

آپ ہماری اس دعوت کو غور سے سنیں۔ اور دل کی گہرائیوں سے سوچیں اور سوچ سمجھ کر ہماری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایک جذبہ صادقہ لے کر آئیں اور ہمیں اپنی رفاقت کا شرف بخشیں۔ تا کہ ہم آپ کی رفاقت میں اپنی بڑھتی ہوئی طاقت سے حوادث کا رخ موڑیں۔ اور عصر حاضر کے تمام نظام ہائے جبر میں سسکتی اور دم توڑتی ہوئی انسانیت کو سنبھالا دیں اور انہیں ایک اللہ کے دیئے ہوئے نظام کے پرچم رحمت کے سائے میں لا کھڑا کریں۔

یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہمارا پیغام ہے۔

جو قصدِ منزل حق ہے تو پھر کتاب مبیں کو
ہجوم تیرہ شبی میں چراغ راہ بناؤ
یہی ہے درس اخوت، یہی پیام بقا ہے
کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ